یادگار سلف حضرت امیر شریعتؒ

از: محمد سعید الرحمن شمس، مدیر نصرۃ الاسلام، کشمیر

قسط ۲

دارالعلوم دیوبند

حضرت امیر شریعتؒ ملک کے سینکڑوں چھوٹے بڑے علمی، ملی، سماجی اور اصلاحی اداروں اور انجمنوں کے بنیادی رکن اور سرپرست ہونے کے علاوہ ایشیار کی عظیم اسلامی یونیورسٹی ازہرالہند دارالعلوم دیوبند کی سب سے اہم اور بااختیار کمیٹی یعنی مجلس شوریٰ، کے اہم ترین رکن تھے اور دارالعلوم کے جملہ تعلیمی اور انتظامی امورات و معاملات میں آپ کی صائب رائے اور مشورے کو زبردست وقعت اور اہمیت حاصل تھی سنہ ۱۹۷۸ء میں راقم کی علمی شدید خواہش اور والد مرحوم کے ایما و اجازت (کہ ان کے تمام لڑکے جو جدید اعلیٰ تعلیم سے آراستہ تھے اور مجھے خصوصیت سے دینی تعلیم دلوانا چاہتے تھے) اور خاندان کے دیگر اکابر اور بزرگوں سے مشورہ کے بعد دارالعلوم دیوبند کا سفر کیا، دارالعلوم کے مبلغ اعلیٰ حضرت مولانا سید ارشاد صاحب کے علاوہ حضرت مولانا سید اسعد المدنی کے ساتھ تعارف کے سبب مراسلت اور مکاتبت بھی تھی اور ان حضرات کی بھی خواہش تھی کہ راقم دیوبند آجائے۔ دیوبند آتو گیا مگر یہاں سخت امتحانی ضابطوں، محدود داخلوں اور بعض جدید قوانین کے تحت داخلہ میں دشواریاں ہونے لگیں۔ خوش قسمتی سے انہی دنوں شوریٰ کا اجلاس چل رہا تھا اور دیگر ممبران سمیت حضرت امیر شریعتؒ بھی اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لا چکے تھے، مجھے اچانک خبر مل گئی اور قیام گاہ مہمان خانہ میں حاضر ہوا، اگرچہ اساتذہ اور طلبہ کی خاصی بھیڑ تھی لیکن حضرت امیر شریعتؒ کی نظر جونہی پڑی پہچان گئے، حیران ہوئے اور [illegible] پاس بٹھایا۔ احقر نے دارالعلوم آنے کی غرض و غایت اور داخلہ میں حائل مشکلات عرض کیں، امیر شریعت کے پہلو میں حضرت مولانا ارشاد احمد

صاحب کے علاوہ دیرینہ اور قدیم استاد دارالعلوم حضرت مولانا محمد حسین صاحب بہاری بھی تشریف فرما تھے۔ مولانا ارشاد صاحب نے میری پرزور وکالت اور حمایت کی، امیر شریعتؒ نے اسی وقت مولانا بہاری کو میرے داخلے کے تعلق سے خصوصی حکم دیا اور الحمد اللہ حضرت امیر شریعتؒ کی توجہ سے احقر کا معاملہ ترجیحی بنیادوں پر حل کیا گیا۔ اس لحاظ سے دارالعلوم میں اس کم سواد کا داخلہ اور اپنی بساط کے مطابق نامور اساتذہ سے فیض واستفادہ حضرت امیر شریعتؒ ہی کا رہین منت ہے چارسالہ قیام دارالعلوم کی مدت میں درجنوں مرتبہ شوریٰ اور عاملہ کی مجلسوں میں شرکت کے لئے حضرت امیر شریعتؒ دیوبند تشریف لاتے تو ملاقات، زیارت اور خدمت میں حاضر رہنے کا موقع ملتا، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیبؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مفکر ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ، قاضی شریعت مولانا زین العابدینؒ، داعی دین حضرت مولانا منظور نعمانی مدظلہ، محقق زماں حضرت مولانا احمد سعید اکبرآبادیؒ اور حضرت امیر شریعتؒ کے مابین جو دینی اور علمی ارتباط باہمی احترام واکرام، ذہنی وفکری ہم آہنگی اور مجالس میں مختلف النوع موضوعات پر اکابرین ملت کی گفتگو کی بعض جھلکیاں بھی دیکھنے اور سننے کو ملیں۔

قیام کشمیر اگست ۱۹۸۱ء کے وسط میں ملازمت کے تعلق سے جب مستقل طور سے کشمیر میں رہنے لگا اور یہاں حضرت شہید ملت میرواعظ کشمیر مولوی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت اور رفاقت میں دینی وعلمی کام کرنے کا موقع ملا، تو "کل ہند مسلم پرسنل لا" اور "کل ہند مسلم مجلس مشاورت" کے جلسوں اور میٹنگوں میں ملک کے مختلف حصوں اور مرکزی مقامات خاص طور دہلی کا سال میں کئی کئی بار سفر ہوتا اور ان مجالس ونشستوں میں حضرت امیر شریعتؒ سے زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل رہتا کشمیر سے سرما کی تعطیل میں جب جب وطن یعنی بنگال کے سفر کا موقعہ ملتا تو قدرتی طور اپنے علاقہ میں ان دنوں دینی جلسوں اور سیمناروں کا جیسے موسم ہوتا۔ اکثر وبیشتر عوامی اور دینی جلوس میں حضرت امیر شریعتؒ کی صدارت میں احقر کو خطاب کرنے کا موقعہ ملتا، ۱۹۸۸ء کی جنوری وفروری میں جو کہ اپنے علاقہ کے حضرت امیر شریعتؒ کا آخری اور تفصیلی دورہ تھا طویل ترین رفاقت اور خدمت کی سعادت حاصل رہی۔ اس موقع سے حضرت امیر شریعتؒ میرے آبائی گاؤں گوتی بھی تشریف لائے، برادر اعظم جناب

حفیظ الرحمٰن نیرّ ایم، اے، میرے بڑے بہنوئی جناب ڈاکٹر عین الحق پانجی باڑہ، جناب ڈاکٹر اسیر الدین بستہ وغیرہ نے خصوصیت سے حضرت امیر شریعتؒ سے فیض اٹھانے کی کوشش کی ہر شب مختلف مقامات پر مختلف دینی عنوانات پر احقر کا خطاب ہوتا، حضرت توجہ سے سنتے مناسب اصلاح فرماتے اور مشورے دیتے، سفر کے اختتام پر راقم جب چھٹیاں گذار کر کشمیر لوٹا اور حضرت کی خدمت میں خط لکھا تو جو جواب حضرت نے عنایت فرمایا اسے یہاں نقل کرنے کو جی چاہتا ہے کہ یہ مکتوب گرامی اصلاحی بھی ہے اور فکر انگیز بھی۔

عزیزم!

مولوی سعید الرحمٰن شمس وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ ملا، "کل امر مرہون باوقاتھا" اب آپکی ذمہ داریاں بے حد بڑھ گئی ہیں۔ بنگال میں بھی اور کشمیر میں بھی، کشمیر جاکر کچھ زیادہ آزادی آپ میں آگئی ہے آپ کو اسے قابو میں کرنا ہوگا۔ سب سے پہلی بات نماز کا پورا اہتمام، آپ ماشاءاللہ عالم دین ہیں، آپ کے لئے صرف نماز پڑھ لینا کافی نہیں ہے آپ کو نماز پورے اہتمام سے پڑھنی ہوگی کہ اس اہتمام کو دیکھ کر دوسرے لوگ متاثر ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ اس کی طرف پوری توجہ کریں گے اور خط کے ذریعے مجھ سے آپ ایک طرح کا عہد کریں گے اس کے سوا وہ تین ہلکے پھلکے وظیفے جو میں نے بتلائے ہیں اس کی پابندی کریں گے، تعداد کم ہیں لیکن اس میں اصل چیز توجہ الی اللہ ہے۔ پس یہ خیال کہ دربار الٰہی میں حاضر ہیں۔ انشاءاللہ آپ جلد ترقی کریں گے۔ اس راہ میں بھی ذہین آدمی جلد ترقی کرتا ہے۔

شادی کا فرض بھی آپ کو انجام دے لینا چاہیئے اور جلد وہ حدیث تو آپ کے سامنے ہوگی

"یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحسن للفرج الخ"

اور آپ کو کفو کے مسئلہ پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ فقہاء نے کفو کی اہمیت بلاوجہ نہیں بتلائی کفو کی لڑکیاں دیکھی بھالی ہوتی ہیں ان کے ساتھ نباہ سہل اور آسان ہے میں انشاءاللہ آں عزیز کے لئے برابر دعا کرتا رہوں گا۔

مولوی عبدالرحمٰن سلمہ اللہ سلام کہتے ہیں۔ مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب زید مجدہم اس وقت خانقاہ میں موجود ہیں۔ انہوں نے کہلایا ہے کہ میری خصوصی دعا ر لکھدی جائے خدا آنعزیز کو تبلیغ

دعوت پر قائم و دائم رکھے۔ گھر میں سبھوں سے فرداً فرداً سلام و دعاء کہدیں''

والسلام

منت اللہ رحمانی

اسلام کا آفاقی پیغام ۱۹۸۴ء میں شہید ملت میرواعظ کشمیر مولوی محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کی بعض منتخب، گراں قدر اہم علمی اور دینی تقریروں کا مجموعہ "اسلام کا آفاقی پیغام" کے نام سے شہید ملتؒ کی ہدایت اور نگرانی میں بڑی کاوش اور محنت کے بعد مرتب کیا گیا جس کے ابتک تین ایڈیشن ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ریاست اور بیرون ریاست شائع ہوچکے ہیں اور جس پر ملک و بیرون ملک کے مشاہیر علماء، اہل قلم اور مفکر دانشور حضرات کے علاوہ حضرت امیر شریعتؒ کے تاثرات بھی زینت کتاب ہیں حضرت امیر شریعتؒ لکھتے ہیں؛

" زیر نظر مجموعہ "اسلام کا آفاقی پیغام" میرواعظ کشمیر مولانا محمد فاروق کے منتخب خطبات اور تقریروں کا مجموعہ ہے مولانا محمد فاروق نہ صرف کشمیر بلکہ ملک کی جانی پہچانی معروف شخصیت ہیں۔ علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد ہی سے آپ دینی کاموں، تبلیغ و وعظ اور رشد و ہدایت میں مشغول ہیں۔"

" مولانا محمد فاروق کشمیر کے میرواعظ خاندان کے چشم و چراغ اور اپنی خاندانی روایت کے حامل اور کشمیر کے مسلمانوں کے رہبر و رہنما ہیں"

۱۳۱۷ھ/۱۸۹۱ء میں جب علامہ غلام رسول شاہ صاحبؒ میرواعظ کشمیرؒ نے "انجمن نصرۃ الاسلام" کی بنیاد رکھی جس کا مقصد اولین کشمیر کے مسلمانوں کو تعلیم خاص طور دینی تعلیم سے آشنا کرنا اور جدید تقاضوں کے پیش نظر اسلامی دائرہ میں رہتے ہوئے کتاب و سنت کی اساس پر کشمیر کے مسلمانوں کی دینی و دنیاوی رہنمائی کرنا ہے "انجمن نصرۃ الاسلام"، کشمیر کی سب سے قدیم، متحرک، فعال اور بافیض انجمن ہے اس کے ذریعے کشمیر کے مسلمانوں نے بہت کچھ حاصل کیا اور پایا ہے؛ آج اس زندہ انجمن کی سربراہی اور ذمہ داری مولانا محمد فاروق جیسے جواں سال اور جواں ہمت کے سپرد ہے ہمیں مسرت ہے کہ مولانا محمد فاروق اپنی اس ذمہ داری کو باحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ اور انھوں نے انجمن کے اغراض و مقاصد میں توسیع کی ہے اور اس کے دائرۂ کار کو وسعت دی ہے اور انجمن کی افادیت کو بڑھایا ہے۔

مولانا محمد فاروق نے اپنی دینی اور اسلامی جدوجہد کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر جو خطبات دیئے ہیں اور تقریریں کی ہیں اسے ہمارے عزیز مولانا سعید الرحمن شمس القاسمی نے مرتب کیا ہے ان خطبات سے کشمیر اور ملک کے مسلمانوں کو دینی فوائد پہونچے ہیں اور اب اسے زیور طبع سے آراستہ کرکے ان تمام لوگوں کو بھی فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جارہا ہے جو مولانا کے خطبات میں شرکت نہیں کرسکتے تھے۔

مسرت ہے کہ مجھے "اسلام کا آفاقی پیغام" سے متعلق چند سطریں لکھنے کا موقع ملا۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ میرواعظ کشمیر مولانا محمد فاروق کو بہت دنوں سلامت باکرامت رکھے۔ اور ان کی دینی اور اسلامی جدوجہد کو شرف قبول بخشے اور ان کی ذات سے نہ صرف کشمیر بلکہ پورے ملک کے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچائے۔ آمین"

(دستخط: منت اللہ رحمانی)
یکم رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

امیر شریعتؒ اور شہید ملتؒ کے مابین ربط و تعلق

یہ ایک مستقل عنوان ہے اور اس پر ایک مستقل مقالہ لکھنے کی ضرورت ہے تاہم یہاں اتنا اشارہ کافی ہے کہ حضرت امیر شریعتؒ نہ صرف آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سکریٹری جنرل تھے بلکہ بورڈ کے اولین داعی اور بانیوں میں تھے۔ بورڈ اور آپ کی ذات لازم و ملزوم تھی۔ ملک کے مختلف مرکزی مقامات اور شہروں میں بورڈ کا سالانہ اجلاس ہوتا تو شہید ملت میرواعظ فاروقؒ اپنی تمام تر مقامی مصروفیات کو بالائے طاق رکھکر سفر فرماتے، دہلی کلکتہ، مدراس، حیدرآباد، بنگلور، بمبئی، لکھنؤ اور کانپور وغیرہ کے سالانہ جلسوں میں بورڈ کے موقر اراکین کے ساتھ ساتھ خصوصیت سے حضرت شہید ملت میرواعظؒ کا بھی خطاب ہوتا، اس کے علاوہ "کل ہند مسلم مجلس مشاورت" کی میٹنگوں میں بھی امیر شریعتؒ اور شہید ملتؒ کی خصوصی ملاقاتیں رہتیں اسی تعلق اور ربط کا اہم ترین مظہر ہیکہ ۱۹۸۵ء میں شاہ بانو کیس کے تعلق سے حضرت امیر شریعتؒ کی قیادت میں بورڈ نے سپریم کورٹ کے غیر اسلامی فیصلہ کے خلاف پرامن ملک گیر تحریک شروع کی تو امیر شریعتؒ کے ایماء پر شہید ملتؒ نے ریاست جموں وکشمیر

میں ہفتہ تحفظِ شریعت پورے جوش و خروش، دینی حمیت اور ملی غیرت کے ساتھ منانے کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر ستمبر ۱۹۸۵ء میں وادی کے سرکردہ علماء، دانشور، دینی اور سیاسی تنظیمات کے سربراہان اور ذمہ داروں کے علاوہ "مسلم پرسنل لاء بورڈ" کے موقر وفد کے جن اہم اور قابلِ ذکر اراکین اور اکابرین نے حضرت امیر شریعتؒ کی سربراہی میں وادی کا مفصل دورہ کیا ان میں جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ، جناب جی ایم بنات والا، جناب سلطان صلاح الدین اویسی، قاضی شریعت حضرت مولانا مجاہد الاسلام القاسمی، جناب مولانا عاقل رحمانی حیدرآبادی، جناب عبدالرحیم قریشی معروف صحافی ناز انصاری اور حضرت الاستاذ مولانا سید انظر شاہ الکشمیریؒ نمایاں ہیں۔ عام لوگوں کو عوامی اجتماعات، سیمناروں، جلسوں اور علمی لٹریچر کے ذریعے پرسنل لاء کی اہمیت، ضرورت اور افادیت ذہن نشین کراتے ہوئے صاف طور پر یہ بات بتائی گئی کہ ؎

تقدیر کے پابند ہیں جمادات و نباتات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

رائے عامہ کو اس لئے بیدار کیا گیا کہ شریعت اسلامی کے دفاع کے لئے مسلمان کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے گریز نہیں کرے گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس کے مفید اور مثبت نتائج برآمد ہوئے اور تحفظ شریعت کی ملک گیر اور ہمہ گیر مہم پوری طرح کامیاب رہی۔

کشمیر میں ہفتہ تحفظ شریعت کے پروگراموں کی ترتیب اور قیادت راقم کے سپرد تھی۔ حضرت شہید ملتؒ کی نگرانی اور ہدایت میں مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود تمام تقاریب ہر لحاظ سے کامیاب اور بامقصد رہیں۔

شہید ملت میر واعظ فاروق کی قیادت میں حضرت امیر شریعتؒ اپنے دیگر معزز مندوبین کے ہمراہ ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود تمام منعقدہ تقریبوں میں ہشاش بشاش شرکت فرماتے رہے۔

کشمیر میں ہفتہ "تحفظ شریعت" کی تقریبات کی ویڈیو فلم بنانے کے علاوہ اخبارات وغیرہ کے لئے فوٹو گرافی کا بھی مناسب نظم تھا اگرچہ ان معاملات میں حضرت امیر شریعتؒ اپنے اکابر اور اسلاف کے اصولی موقف کے شدت سے حامی تھے تاہم مصالح، میڈیا اور مقاصد حسنہ

کی پبلسٹی کی خاطر بمشکل اجازت دی کہ اس سے دعوتی پہلو اُجاگر ہونے کی منشا بھی ذہن میں تھا۔

اسلام کی بنیادی تعلیمات

۱۹۸۵ء کے اواخر میں شہید ملت میرواعظ مرحوم کی دعوتی اور عوامی تصنیف "اسلام کی بنیادی تعلیمات" جب مرتب کی گئی تو حضرت مرشدنا الامام، علامہ سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے دقیع مقالہ کے ساتھ حضرت امیر شریعت نے اپنے تاثرات کچھ یوں ارقام فرمائے "کشمیر حسن ظاہر کے ساتھ ساتھ حسن باطن میں بھی ممتاز رہا ہے حضرت بلبل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے اسلام کا پیغام یہاں پہنچا اور میر سید علی الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ آنے والے صاحب دل حضرات نے یہاں اسلام کے پیغام کو جلا بخشی اور اس پیغام کو پھیلانے اور دلوں میں اتارنے کا سلسلہ علماء و صلحاء اور اولیاء اللہ کے ذریعے برابر جاری رہا۔

میرواعظ انہی لوگوں کا لقب ہے جنہوں نے اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت پر بڑی محنت کی ہے، اس سلسلہ کی ایک کڑی میرواعظ مولوی محمد فاروق صاحب (مدظلہ) ہیں جو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر مضبوطی کے ساتھ قائم اور گامزن ہیں اور جن کے ہاتھوں آج کل مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت پروان چڑھ رہی ہے۔ موصوف صرف ایک اچھے واعظ اور مقرر ہی نہیں بلکہ صاحب قلم اور صاحب تصنیف بھی ہیں۔

زیر نظر کتاب "اسلام کی بنیادی تعلیمات" جو آپ کے خطبات و مواعظ کا مجموعہ ہے، اس وقت میرے سامنے ہے۔ یہ کتاب حسن ظاہر کے ساتھ حسن باطن میں بھی اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ تقریر و مواعظ کا یہ مجموعہ حسن ترتیب کے باعث ایسا مربوط ہو گیا ہے کہ اسے تقریر و مواعظ کا مجموعہ کہنا مشکل ہے۔ نہایت سلیقہ اور ترتیب کے ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیمات کو درج کیا گیا ہے اور جہاں تک میں مطالعہ کر سکا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا ہے اسلام کی ساری بنیادی تعلیمات اس میں لکھی گئی ہیں۔ ایمان و اسلام اور نماز و روزہ حج و زکوٰۃ سے دعا و درود تک اس میں موجود ہے۔

حق تعالیٰ میرواعظ مولوی محمد فاروق صاحب مدظلہ کو بھرپور اجر عطا فرمائے کہ انہوں نے یہ کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے لئے نجات اخروی و سعادت ابدی کا راستہ ہموار کر دیا۔

فجزاہ عنی و عن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

(منت اللہ رحمانی)

(خانقاہ رحمانی مونگیر)

امیر شریعت رح کا آخری مکتوب

زندگی کا نظام معمول کے مطابق چل رہا تھا اور سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا کہ کشمیر میں مسلح جدوجہد کا آغاز ہوا اور آناً فاناً ریاست کی ممتاز دینی اور سیاسی شخصیت میرواعظ کشمیر مولوی محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کو ایک منظم سازش کے تحت ۲۱ رمئی ۱۹۹۰ء کو بڑی مظلومیت اور بے دردی کے ساتھ اپنی ہی رہائش گاہ میں شہید کر دیا گیا، میرواعظ مرحوم کی شہادت سے ریاستی عوام کے علاوہ ہندوستان، پاکستان اور عالم اسلام میں ایک تہلکہ مچ گیا، اور ہر طرف رنج وغم کی ایک ہمہ گیر لہر دوڑ گئی، کشمیر، برصغیر اور دنیا بھر کے اکابر علماء اور اہل فکر و اہل قلم حضرات نے تعزیتی بیانات، مضامین اور مقالے شائع کرائے، حضرت امیر شریعتؒ نے جو بیان جاری فرمایا اسے تو بعد میں ملک کے متعدد اخبارات اور "نصرۃ الاسلام" کے "شہید ملت نمبر" کے شکریہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں گے۔ پہلے حضرت کا راقم کے نام آخری مکتوب ملاحظہ کریں کہ اس کے بعد ربط و ملاقات کی سعادت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔

عزیزم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط ملا، میرواعظ مولوی محمد فاروق رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت بڑا اندوہناک حادثہ ہے میرا حال تو یہ ہے کہ جب اس واقعہ کا ذکر آتا ہے میرواعظ مرحوم سامنے کھڑے معلوم ہوتے ہیں۔ آپ "نصرۃ الاسلام" کا شہید ملت نمبر نکال رہے ہیں۔ بہت اچھا خدا آپ کو کامیاب کرے میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ مضمون وغیرہ تو بعد کی چیز ہے آپ اس نمبر میں میرا وہ بیان دیدیں جو میں نے مرحوم کی شہادت پر دیا ہے۔ یہ بیان ہندوستان کے تمام اخبارات نے شائع کیا ہے میں اس وقت سے دو اگست تک بہر حال مونگیر میں ہوں اس کے بعد بورڈ کی عاملہ کا اجلاس وغیرہ ہوگا تو یہاں وہاں جانا پڑے گا۔ لیکن برسات میں اکثر و بیشتر قیام مونگیر

ہی میں رہے گا۔ اللہ کرے عزیز بہ ہمہ وجوہ باخیر ہوں۔

والسلام

(سید منت اللہ رحمانی) ۱۹؍۷؍۹۰ء

میرواعظؒ کی شہادت اور امیر شریعت کا تعزیتی بیان

اور اب ملاحظہ کیجئے حضرت امیر شریعتؒ کا تعزیتی مضمون جو حقائق پر مشتمل ہے: "میرواعظ مولوی محمد فاروق کی شہادت کشمیر کے غیر یقینی حالات اور انتظامیہ کی ناکامی کی واضح مثال ہے میرواعظ وادیٔ کشمیر کے مقبول مذہبی رہنما اور بڑی مؤثر شخصیت کے مالک تھے اور پورے ملک میں ان کا احترام کیا جاتا تھا۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ وہ دہشت گردوں کا نشانہ بنے یا حکومت کی سازش کا شکار ہوئے مگر اس حادثہ کی نوعیت نے واضح کر دیا کہ کشمیر کے حکمرانوں کو وہاں کی اہم شخصیتوں کے تحفظ کا بھی خیال نہیں ہے۔ انہیں کشمیریوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے وہ صرف کشمیر کی سرزمین پر مالکانہ قبضہ اور غاصبانہ اقتدار چاہتے ہیں۔ کشمیر میں دہشت گردی پر قابو پانے کے نام پر معصوموں کے قتل و خون اور انہیں پریشان کرنے کا سلسلہ چل رہا ہے۔ امن پسند شہریوں پر خوف و دہشت طاری ہے اور وہاں حکومت ایسے حالات پیدا کر رہی ہے جس سے صورت حال اور بگڑتی جا رہی ہے۔ اسمبلی کے توڑنے سے لیکر دہشت گردی پر قابو پانے کے نام پر معصوموں کی قتل و غارت گری تک کے سرکاری اقدامات نے کشمیر اور اس کے حکمرانوں کے درمیان دوری اور بد اعتمادی کو بڑھایا ہے۔

یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ مرکزی حکومت اس میں ملوث ہوتی جا رہی ہے اور مرکزی اقتدار کے کچھ منتظم سیاسی عناصر کشمیر میں بدامنی، قتل و غارت گری کی فضا کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تاکہ مستقبل میں ان کے اقتدار کی بنیادیں مستحکم ہو سکیں اور ووٹ کی سیاست میں انہیں کامیابی حاصل رہے شاید وہ نہیں سمجھتے کہ اقتدار ملک کے مستقبل اور عوام کے اعتماد سے زیادہ قیمتی چیز نہیں۔ کشمیر میں معصوموں کے خون سے نئی تاریخ لکھی جا رہی ہے جس کے اثرات پورے ملک پر پڑیں گے۔ بشر جگموہن اور ان کی انتظامیہ کا طریق کار کیا رہا ہے اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب میرواعظ کی نعش ہسپتال سے لائی جا رہی تھی تو پولیس کی "گولیوں

کا نشانہ بننا پڑا، بربریت، سفاکیت کی یہ ایسی مثال ہے جس میں نفرت کی بھی بو محسوس ہوتی ہے۔
میرواعظ نے سفاکیت کا نشانہ بنکر شہادت کا درجہ پالیا اور رب غفور کے حضور حاضر ہو گئے مگر اس اندوہ ناک حادثہ نے معاملہ کشمیر کو پیچیدہ اور بداعتمادی کو گہرا کر دیا ہے دہشت گردی کو کبھی بھی پسند نہیں کیا جا سکتا نہ وہ مسائل کو حل کر سکتی ہے۔ دہشت گردی کہیں ہو اور کسی حال میں ہو وہ ناقابل قبول ہے۔ جس کے نتیجے میں انتشار ہوگا اور ملک کا ٹکڑا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ گاندھی کے عدم تشدد اور نہرو کی امن پسندی کی دہائی دینے والے بھی تشدد میں مسائل کا حل ڈھونڈنا چاہا ہے۔ اور وہ گولیوں سے عوام کا دل جیتنا چاہتے ہیں اور انہوں نے تھوڑے سے لوگوں کی دہشت گردی کو ختم کرنے کے بہانے حکومت کے زیر سایہ دہشت کی فضا قائم کر رکھی ہے جبکہ کشمیریوں کا دل جیت کر ہی کشمیر کو ہندوستان کے ساتھ رکھا جا سکتا ہے۔
حضرت امیر شریعتؒ نے فرمایا کہ کشمیر میں آج تک کوئی فساد نہیں ہوا وہاں ہندو مسلم اتحاد اور یگانگت کی فضا برابر رہی ہے لیکن اب حکومت وہاں فرقہ وارانہ ماحول اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہی ہے۔ کشمیر سے لوگوں کو لاکر جموں اور دہلی میں کیمپ لگانا اور پورے ملک میں اسے مشہور کرنا فرقہ وارانہ جذبات کو برانگیختہ و مشتعل کرنے کی منظم کوشش کا ایک حصہ ہے ووٹ کی سیاست کے لئے کشمیر جیسے سرحدی اور حساس صوبہ کو استعمال کرنا ملک کے لئے بہت خطرناک ہے مرکز کو واقعیت پسندی سے کام لینا چاہیئے۔
مسٹر جگموہن کے اقدامات کو کسی بھی طرح پسند نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے سرکاری دہشت گردی پھیلائی معصوم عوام کا خون کیا وہ میرواعظ کی حفاظت کا کوئی نظم نہیں کر سکے اور جب معاملہ بہت بگڑ گیا تو مرکزی حکومت نے انہیں چھٹی دیدی۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے شہید ملت میرواعظ کی قبر سے یہ آواز آ رہی ہو ؎ کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
کشمیر میں امن کے قیام کے لئے مرکزی حکومت کو اپنا رول ادا کرنا چاہیئے اور ظلم و بربریت کی جگہ اخوت و محبت کی فضا ہی کشمیر کے مسئلہ کا حل بن سکتی ہے۔

بسا آرزو کہ خاک شدہ

خیال تھا اس دفعہ موسم سرما کی تعطیل میں وطن عزیز جانا ہوگا تو علم و حکمت اور سلوک و تصوف کے اہم مرکز خانقاہ رحمانی میں

حاضری دوں گا اور حضرت امیر شریعتؒ سے فیض یاب ہونے کی کوشش کروں گا مگر "اے بسا آرزو کہ خاک شد"

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سامنے انسان کو بھلا دم مارنے کی مجال کہاں؟ حضرت امیر شریعتؒ نے اپنی پوری زندگی رضائے الٰہی اور اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گذار کر کما حقہٗ اپنے دینی، ملی، سیاسی اور دعوتی فرائض پورے کئے اور اب وہاں چلے گئے جہاں سے کوئی واپس نہیں لوٹتا۔

"من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظروا ما بدّلوا تبدیلا" (القرآن)

انتقال پرملال کی خبر کشمیر ریڈیو سے سنی تو دل دھک سے رہ گیا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا کہ مسلسل کئی سالوں سے اپنے مشفق بزرگوں کے سایۂ شفقت و عاطفت سے ذاتی طور محروم ہوتا جا رہا ہوں۔ قیام کشمیر کے بعد سے سب سے پہلے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھا، اس کے بعد حضرت مولانا سید ارشاد احمد صاحب نے وصال کیا، بعدہٗ میرواعظ مولوی محمد فاروق شہید ہوئے اور اب حضرت امیر شریعتؒ بھی رب غفور کے حضور پہونچ گئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

اسلام کے احسانات شہید ملت میرواعظ فاروقؒ کی آخری یادگار اور گرانقدر تالیف "اسلام کے احسانات" کی کتابت وطباعت کے لئے دہلی کا سفر ہوا اور حسب وصیت میرواعظ مرحوم کتاب پر پیش لفظ لکھوانے کے لئے ۲۷ اپریل ۱۹۹۱ء کو مرشدنا الجلیل حضرت علی میاں دامت برکاتہم کی خدمت میں لکھنؤ اور رائے بریلی حاضر ہوا تو اچانک رائے بریلی میں صاحبزادہ محترم مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ سے ملاقات ہو گئی۔ موصوف بھی حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے مونگیر سے تشریف لائے تھے۔

حضرت امیر شریعتؒ کی طرح صاحبزادہ کی خصوصی توجہ اس خاکسار پر رہتی ہے۔ رائے بریلی میں مفصل ملاقات کے لئے خاصا وقت مل گیا۔ امیر شریعتؒ کے آخری دنوں کے احوال، معمولات کی پابندی اور وصال کی تفصیلات صاحبزادہ محترم سے سننے کا موقع ملا، ادبیات کے علاوہ ایک

اہم اور خاص بات جو صاحبزادۂ محترم نے بتلائی وہ یہ کہ ایک دفعہ آپ نے حضرت امیر شریعتؒ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کیا دعائیں مانگتے ہیں؟

امیر شریعتؒ نے فرمایا دو چیزیں ایک تو دنیا سے بے نیازی اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی محتاجی اور دوسری چیز اپنی مغفرت۔

یقیناً امیر شریعتؒ کی دونوں دعائیں مستجاب اور مقبول تھیں۔ بظاہر وہ پوری زندگی دھیلے برابر کسی کے محتاج نہیں رہے۔ زندگی پاکیزہ پائی۔ پاکیزہ گذاری اور وفات بھی پاکیزہ ہوئی۔ اور رہی مغفرت کی بات، سو اگر وہ مغفور نہیں ہوں گے تو پھر اور کونسی مخلوق ہوگی۔ اللہ تعالیٰ امیر شریعتؒ کے درجات بلند کرے اور ہم سب کو صبر و ضبط کی توفیق دے۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم

یادوں اور خیالات کا ایک طویل اور لامتناہی سلسلہ ہے اور بات بڑھتی جارہی ہے۔ لیکن ایک مختصر مقالہ اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ تاہم آخر میں مرشدنا الجلیل حضرت علی میاں ندوی مدظلہ کا یہ ذاتی تاثر جو آپ نے صاحبزادۂ محترم اور میرے سامنے فرمایا نقل کرنے کو جی چاہتا ہے۔

"حضرت علی میاں مدظلہ نے فرمایا کہ اپنے برادر اکبر ڈاکٹر صاحب کے سانحۂ ارتحال کے وقت جس عظیم غم و صدمہ سے میں ذاتی طور دوچار ہوا تھا تقریباً وہی کیفیت امیر شریعتؒ کے انتقال پر مجھ پر طاری رہی۔"

اسلام کا نظامِ مساجد

تالیف مولانا محمد ظفر الدین صاحب رفیق ندوۃ المصنفین

نظام مساجد کے تمام گوشوں پر ایک جامع اور مکمل کتاب۔ جس میں مسجدوں کے مسائل پر اس انداز سے بحث کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان گھروں کے احترام، اہمیت، عظمت اور افادیت کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ کتاب کا تعارف فاضلِ عصر مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے کرایا ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔

تقطیع ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۴۴۲ قیمت ۳۰/ روپے مجلد ۵۰/ روپے۔